



حافظ ابو یحییٰ نور پوری

دفاعِ حدیث

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ

حافظ ابو یحییٰ نور پوری رحمۃ اللہ علیہ نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی فرضیت کے حوالے سے ایک جامع کتاب ترتیب دے رہے ہیں، جس میں اہل حق کے دلائل، ان دلائل پر فقہائے دین کی آراء، پھر ان دلائل پر اہل باطل کے اعتراضات کا تجزیہ، نیز نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی ممانعت کے دلائل کا علمی و تحقیقی محاسبہ کیا گیا ہے۔ عنقریب یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ **إِنْ شَاءَ اللَّهُ!** اس کتاب کے بابِ اوّل کی تیسری فصل افادۂ عام کے لیے ہدیۂ قارئین کی جارہی ہے۔ غ، م

فصل سوم: حدیثِ ابی امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

امام محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:
 سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ بْنَ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ،
 قَالَ: [الْسُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبَّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يَسْلَمَ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ]

میں نے سیدنا ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ امام سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث سنارہے تھے، انہوں نے فرمایا: نمازِ جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی (پہلی) تکبیر کہے، پھر سورۃ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر (تیسری تکبیر کے بعد) میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے، قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کرے،

پھر اپنی دائیں جانب خاموشی سے سلام پھیر دے۔^①

یہاں سورۃ فاتحہ کو نماز جنازہ میں سنت قرار دینے والے سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کی صحبت کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے، لیکن رائج بات یہ ہے کہ اگرچہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث نہیں سنی، لیکن وہ صحابی رسول ہی ہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف انہیں حاصل ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وَأَبُو أُمَامَةَ هَذَا صَحَابِيٌّ .

یہ ابو امامہ صحابی رسول ہیں۔^②

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے خود بھی اس کی صراحت کی ہے اور دیگر کئی محدثین کرام سے بھی یہ بات نقل کی ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو زیارت نبوی کا شرف حاصل ہے۔^③

بعض محدثین کرام کا ان کے بارے میں صحبت کی نفی کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ صحابی رسول نہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں آپ ﷺ کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارنے کا موقع نہیں ملا۔ یہ بات ہم نے محض اٹکل پچو سے نہیں کی۔

ہمیں کتب رجال کے مطالعہ سے اس بارے میں ایک عمدہ قاعدہ معلوم ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب بعض محدثین کسی شخص کو صحابی قرار دیں اور ان کے لیے روایت کا اثبات کریں، جبکہ بعض ان کی صحبت کی نفی کریں تو ان کی مراد لغوی صحبت ہوتی ہے، نہ کہ اصطلاحی، یعنی بتانا یہ مقصود ہوتا ہے کہ اس شخص نے آپ ﷺ سے تفصیلی ملاقات نہیں کی یا آپ ﷺ سے

① مصنف عبد الرزاق: 489/3، مصنف ابن أبي شيبة: 296/3، 298، فضل الصلاة على

النبي للامام إسماعيل القاضي، نقلاً عن ابن حجر في التلخيص الحبير: 287/2، سنن النسائي: 1989، المنتقى لابن الجارود: 540، مسند الشاميين للطبراني: 4/160، رقم الحديث: 3000،

وسنده صحيح. ② خلاصة الأحكام في مهمات السنن وقواعد الإسلام للنووي: 2/975.

③ تقريب التهذيب لابن حجر: 402، تهذيب التهذيب لابن حجر: 1/264.



کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ اس قاعدے کی ایک دلیل ملاحظہ فرمائیں کہ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کو محدثین کرام نے صحابی قرار دیا ہے:

امام ابو زرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔^①

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا.

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی۔^②

امام حاکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَطَارِقُ بْنُ شِهَابٍ مَّمَّنَ يُعَدُّ فِي الصَّحَابَةِ.

طارق بن شہاب ان لوگوں میں سے ہیں، جن کا شمار صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔^③

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔^④

کسی ایک محدث نے بھی ان کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کا

① المراسيل لابن أبي حاتم: ص 98.

② سنن أبي داؤد، تحت الحديث: 1067.

③ المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 288/1.

④ سير أعلام النبلاء للذهبي: 488/3.

انکار نہیں کیا۔ البتہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ ان کے لیے زیارت نبوی کا اثبات کرتے ہوئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

طَارِقُ بْنُ شِهَابٍ، لَهُ رُؤْيَاٌ، وَلَيْسَتْ لَهُ صُحْبَةٌ.

آپ کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تھی، لیکن صحبت حاصل نہیں ہوئی۔^①
یہ بات ہمارے بیان کیے گئے قاعدے کی ناقابل تردید دلیل ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور دلیل ہم فصل پنجم میں ذکر کریں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ!

یہی معاملہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رحمہ اللہ کا ہے کہ محدثین کرام نے ان کے لیے زیارت نبوی سے مشرف ہونے کا اثبات کیا ہے، کسی محدث سے اس کی نفی ثابت نہیں۔ رہا بعض محدثین کرام کا ان کے لیے صحبت کی نفی کرنا تو اس سے مراد یہ ہے کہ بچپن کی وجہ سے انہیں آپ ﷺ سے تفصیلی ملاقات کا موقع نہیں ملا جیسا کہ کتب رجال سے عیاں ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص سیدنا ابو امامہ بن سہل رحمہ اللہ کو صحابی تسلیم نہ کرے تو بھی یہ حدیث ”منقطع“ یا ”مرسل“ نہیں بنتی، کیونکہ:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيفٍ، وَكَانَ مِنْ كِبَرَاءِ الْأَنْصَارِ وَعُلَمَائِهِمْ، وَأَبْنَاءِ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبَّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ.

مجھے ابو امامہ بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ نے یہ بات بیان کی۔ ابو امامہ رحمہ اللہ انصار کے بزرگ ترین لوگوں اور علمائے کرام میں سے تھے، نیز غزوہ بدر میں

① المراسیل لابن أبی حاتم: ص 98.

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے والے صحابہ کرام کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے ان کو یہ بیان کیا: نماز جنازہ میں سنت طریقت یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورہ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔^①

اس روایت میں سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے یہ صراحت کر دی ہے کہ انہوں نے یہ بات ایک صحابی رسول سے سنی ہے۔ اس صحابی رسول نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت کو سنت نبوی قرار دیا ہے۔

اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی بھی ہیں جو نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت کو سنت قرار دیتے ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا.

✽ حدیث ابی امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور نماز جنازہ میں ایک سلام

یہاں بطور فائدہ قارئین کرام یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں صرف ایک طرف سلام پھیرنا سنت ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ فِي التَّسْلِيمَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَصَحُّ مِنْهُ.

نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کے بارے میں یہ صحیح ترین حدیث ہے۔^②

یہ بھی یاد رہے کہ نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں، جبکہ ایک سلام پھیرنے کے متعلق آپ ﷺ کی سنت قارئین کرام نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام میں سے بھی

① شرح معاني الآثار للطحاوي: 500/1، وسنده صحيح.

② المستدرک علی الصحيحین للحاکم: 513/1.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بھی نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ پھر کسی ایک صحابی سے بھی نماز جنازہ میں دو طرف سلام پھیرنا صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ اسی طرح تابعین کرام میں سے امام سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ، امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ، امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور امام مکحول رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ نماز جنازہ میں ایک طرف سلام پھیرنے کا ذکر ملتا ہے۔^①

امام اہل سنت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل و فاعل تھے۔^②

آخر میں امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کن فرمان پیش خدمت ہے:

مَنْ سَلَّمَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِتَسْلِيمَتَيْنِ فَهُوَ جَاهِلٌ جَاهِلٌ.

جو شخص نماز جنازہ میں دو سلام پھیلتا ہے، وہ جاہل ہے، جاہل ہے۔^③

حدیثِ ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ قارئین کرام ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کئی کتب حدیث میں موجود ہے۔ فن حدیث کا مبتدی طالب علم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہوتا ہے کہ ایک حدیث کی سندیں جب مختلف ہوتی ہیں تو اس کے الفاظ بھی مختلف ہو جاتے ہیں اور اسلوب بھی۔ ایک راوی اسے مکمل ذکر کرتا ہے تو دوسرا مختصر۔ کوئی راوی اس میں سے ایک مضمون بیان کرتا ہے اور کوئی دوسرا مضمون۔ روایت حدیث کا یہ ایک عمومی انداز ہے۔

اس اسلوب کے مطابق یہ حدیث بھی مختلف الفاظ اور اسلوب سے بیان ہوئی ہے۔ مستدرک حاکم والی روایت میں سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے

① مصنف ابن ابی شیبہ: 3/307، وسند الکمل صحیح.

② سیرۃ الإمام أحمد لأبي الفضل: ص 40.

③ مسائل الإمام أحمد لأبي داود: 154، وسندہ صحیح.

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ماہنامہ النبی، جہلم، شمارہ نمبر ⑮

جناب ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب (1310-1394ھ) لکھتے ہیں:

وَفِي التَّلْخِصِ الْحَبِيرِ: فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِنْ طَرِيقِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبَّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُخْلِصَ الدُّعَاءَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا خَفِيًّا، وَالسُّنَّةُ أَنْ يَفْعَلَ مَنْ وَرَاءَهُ مِثْلَ مَا فَعَلَ إِمَامُهُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: سَمِعَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ مِنْهُ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ - اهـ، فَهَذَا حَدِيثٌ وَاحِدٌ وَسِيَاقُهُ مُخْتَلِفٌ.

(حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب) التلخیص الحبیر میں ہے: المستدرک (علی الصحیحین للحاکم) میں امام زہری رحمہ اللہ کی سند سے یہ روایت یوں ہے کہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ نے ان کو بتایا: نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دُعا کرے۔ (یہ کام) تین تکبیروں میں کرے، پھر آہستہ سے سلام پھیرے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ مقتدی بھی وہی طریقہ اختیار کریں جو ان کا امام اختیار کرتا ہے۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے یہ بات سیدنا ابو امامہ بن سہل رحمہ اللہ سے سنی، لیکن کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ ایک ہی حدیث ہے، لیکن انداز مختلف ہے۔

جناب ظفر احمد تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

وَإِذَا صَحَّ الطَّرِيقَانِ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبَّرَ الْإِمَامُ، وَيُثْنِيَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، سَوَاءً كَانَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ أَوْ غَيْرَهَا، وَلِذَا ذَكَرَ الصَّحَابِيُّ مَرَّةً وَحَذَفَهَا

اُخْرَى، وَهَذَا هُوَ مَذْهَبُ الْحَنْفِيَّةِ فِي الْبَابِ .

جب یہ دونوں سندیں صحیح ہیں تو ان میں تطبیق یہ ہوگی کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے، یہ حمد و ثناء خواہ سورۃ فاتحہ کے ساتھ ہو یا کسی اور دُعا کے ساتھ۔ یہی وجہ ہے کہ صحابی نے ایک دفعہ سورۃ فاتحہ کا ذکر کیا ہے اور دوسری دفعہ اسے حذف کر دیا ہے۔ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔^①

تجزیہ ① جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ حدیث مختلف انداز سے بیان ہوئی ہے۔ مستدرکِ حاکم والی روایت میں سورۃ فاتحہ کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے سنت طریقے میں سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔ یہ مسلم اصول ہے کہ عدم ذکر، عدم وجود کی دلیل نہیں بن سکتا۔ تھانوی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں کہ صحابی نے ایک دفعہ اس کا ذکر کیا ہے، ایک دفعہ چھوڑا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا ذکر امام زہری رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے راوی نے اختصار کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی محدث نے اس حدیث کی عدم ذکر فاتحہ والی روایت کو نماز جنازہ میں قراءتِ فاتحہ کی ممانعت یا اس کے غیر ضروری ہونے کی دلیل نہیں بنایا۔

پھر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کا ذکر سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا، بلکہ اس روایت میں راوی کا مقصود صرف نماز جنازہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی مشروعیت بتانا تھا۔ اسی لیے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ فاتحہ کے ذکر والی روایت کو نماز جنازہ میں قراءت کے باب میں ذکر کیا ہے اور اس روایت کو نماز جنازہ میں درود پڑھنے کے باب میں بیان کیا ہے۔

② تھانوی صاحب اگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ روایت ہی دیکھ لیتے تو شاید یہ اعتراض نہ کر پاتے، کیونکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ

① إعلاء السنن للتهانوي: 2564/6.

ذکر کیا ہے:

إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبَّرَ الْإِمَامُ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ سِرًّا فِي نَفْسِهِ، ثُمَّ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ فِي التَّكْبِيرَاتِ الثَّلَاثِ .

نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے، پھر خاموشی سے سورہ فاتحہ کی قراءت کرے، پھر (پہلی تکبیر کے بعد) تین تکبیروں میں نماز ختم کرے۔^①

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ اس روایت میں نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں یہ قطعاً نہیں کہا جاسکتا ایک دفعہ صحابی رسول سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں درود پڑھنے کا ذکر کیا تھا اور دوسری مرتبہ خود ہی چھوڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں ہے..... اگر ایسا ہے تو حنفی بھائیوں کو چاہیے تھا کہ وہ جس طرح ایک روایت میں عدم ذکر کی وجہ سے سورہ فاتحہ کو چھوڑ دیتے ہیں، اسی طرح اس روایت میں عدم ذکر کی وجہ سے درود کو بھی چھوڑ دیتے، کیونکہ اس کی سند کے صحیح ہونے کا اعتراف خود تھانوی صاحب نے کر لیا ہے، پھر بعض احادیث میں نماز جنازہ کے بیان میں صرف دُعاؤں کا ذکر ہے، ان کو چاہیے تھا کہ وہ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف دُعاؤں پر اکتفا کر لیتے اور کہہ دیتے کہ باقی سب چیزوں کو چھوڑا جاسکتا ہے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے برعکس فقہ حنفی کی معتبر کتاب ”ہدایہ“ میں نماز جنازہ کا طریقہ یوں بیان ہوا ہے:

وَالصَّلَاةُ أَنْ يُكَبَّرَ تَكْبِيرَةً يَحْمَدُ اللَّهُ عَقِبَهَا، ثُمَّ يُكَبَّرُ تَكْبِيرَةً يُصَلِّي فِيهَا عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، ثُمَّ يُكَبَّرُ تَكْبِيرَةً يَدْعُو فِيهَا لِنَفْسِهِ وَلِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ يُكَبَّرُ الرَّابِعَةَ وَيُسَلِّمُ .

① شرح معانی الآثار للطحاوی: 1/500، وسندہ صحیح .

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی ایک تکبیر کہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرے، پھر دوسری تکبیر کہے، اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہے، اس کے بعد اپنے لیے، میت کے لیے اور مسلمانوں کے دُعا کرے، پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے۔^①

③ صحیح اسانید کے ساتھ اس حدیث کو سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے صرف محمد بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور ان سے صرف امام زہری رضی اللہ عنہ یہ واقعہ روایت کرتے ہیں۔ پھر امام زہری رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والے کئی شاگرد ہیں۔ ان میں سے:

معمر بن راشد (مصنف ابن أبي شيبة: 296/3، مصنف عبد الرزاق: 489/3، المنتقى لابن الجارود: 540.)

الليث بن سعد (سنن النسائي الصغرى: 1989، سنن النسائي الكبرى: 2116، العلل للدارقطني: 259/12.)

شعيب بن أبي حمزة (مسند الشاميين للطبراني: 160/4، رقم الحديث: 3000، شرح معاني الآثار للطحاوي: 500/1.)

وغیرہم (العلل للدارقطني: 259/12.) نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے وقت اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ صرف ایک شاگرد یونس بن یزید الایلی (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 513/1، السنن الكبرى للبيهقي: 39/4.) نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے وقت سورۃ فاتحہ کا ذکر نہیں کیا۔

اب امام زہری رضی اللہ عنہ سے سورۃ فاتحہ کو بیان کرنے والے شاگرد کئی ہیں اور سورۃ فاتحہ کا ذکر چھوڑنے والے شاگرد یونس بن یزید الایلی اکیس ہیں۔ پھر یہ بھی ذہن نشین رہے کہ امام زہری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے وقت سورۃ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی حفظ و اتقان میں بھی یونس بن یزید الایلی سے بہت بلند ہیں، جیسا کہ ان کے بارے میں محدثین کرام کے فیصلے

① الهداية للمرغيناني، فصل في الصلاة على الميت.



سے عیاں ہے۔ ہم اختصار کی خاطر صرف ابن حجر رحمہ اللہ کا فیصلہ ذکر کیے دیتے ہیں:

سورۃ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی . ذکر نہ کرنے والے راوی

⋮

⋮

معمربن راشد..... ثقة، ثبت، فاضل.

اللیث بن سعد..... ثقة، ثبت، فقیہ. یونس بن یزید الایلی ثقة.

شعیب بن ابی حمزہ..... ثقة، عابد.

پھر یہ تو ان راویوں کا عمومی تقابل تھا۔ ایک استاذ کے شاگرد ہونے کے ناطے بھی سورۃ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں یونس بن یزید کے مقابلے میں اعلیٰ درجے کے ہیں، جیسا کہ شعیب بن ابی حمزہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ أَصَحُّ حَدِيثًا عَنِ الزُّهْرِيِّ مِنْ يُونُسَ.

شعیب بن ابی حمزہ امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں یونس سے زیادہ راست رو ہیں۔^①

یونس بن یزید کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهَمًا قَلِيلًا.

ان کو امام زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں کچھ وہم ہو جاتا ہے۔^②

اب قارئین کرام نے ملاحظہ فرما ہی لیا ہے کہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رحمہ اللہ کی حدیث میں سورۃ فاتحہ کا ذکر کرنے والے راوی یونس بن یزید کے مقابلے میں عموماً بھی اعلیٰ درجے کے ہیں اور وہ اپنے استاذ زہری رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں خصوصاً بھی زیادہ پختہ کار ہیں، لیکن جناب ظفر احمد تھانوی صاحب اور دیگر حنفی احباب نے پھر بھی یونس بن

① الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 344/4، وسنده حسن.

② تقریب التہذیب: 7919.

یزید کی بات کو لے کر سورہ فاتحہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر احناف اس حدیث میں اختصار کی وجہ سے سورہ فاتحہ رہ جانے کے قول پر مطمئن نہیں تھے تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ زیادہ تعداد، زیادہ ثقہ اور زیادہ پختہ کار راویوں کی بات پر اعتماد کرتے۔

④ خود جناب ظفر احمد تھانوی صاحب نے صرف پگڑی پر مسح سے انکار کرتے ہوئے اس بارے میں موجود صحیح و صریح احادیث کا یہ جواب دیا تھا:

ظَنَّ الرَّاوي أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى النَّاصِيَةِ مَعْلُومٌ، وَالْمُهْمُّ هُوَ التَّكْمِيلُ عَلَى الْعِمَامَةِ، فَاقْتَصَرَ عَلَى ذِكْرِ مَسْحِهَا.

راوی نے سمجھا کہ پیشانی پر مسح تو سب کو معلوم ہے۔ اہم بات تو پگڑی پر مسح کو مکمل کرنا تھا، لہذا اس نے صرف پگڑی کے مسح کو ذکر کیا۔

وَيُؤَيِّدُ ذَلِكَ أَنَّ الْإِخْتِصَارَ فِي الرَّوَايَةِ وَالْإِقْتِصَارَ عَلَى ذِكْرِ الْمُهْمِّ لَمْ يَزَلْ مِنْ دَابِ الرُّوَاةِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا.

اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ روایت میں اختصار اور اہم بات کے ذکر پر اکتفا کرنا قدیم و جدید زمانے میں راویوں کی عادت رہی ہے۔^①

تھانوی صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشانی اور پگڑی دونوں پر مسح کیا تھا، لیکن راوی نے پیشانی کا ذکر اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے تھانوی صاحب کی اس بات کو سنتِ رسول، اقوال و افعالِ صحابہ اور آراءِ محدثین سے غلط ثابت کیا تھا۔^②

عرض ہے کہ پگڑی پر مسح کے بارے میں تو محدثین و فقہائے کرام کی تصریحات کے خلاف بھی یہ قانون تھانوی صاحب نے پورے زور و شور سے پیش کیا تھا، لیکن کیا وجہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے مسئلہ میں وہ اسے بھول گئے ہیں، حالانکہ یہاں ایسا کہنا سنتِ رسول، فہم صحابہ اور عملِ سلف کے موافق بھی ہے؟

① إعلاء السنن للتھانوی: 1/54-61، ملخصاً.

② دیکھیں: ماہنامہ ضربِ حق، جلد نمبر ①، شمارہ نمبر ⑩.